جناب محمد عبدالشہید نعمانی

امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تابعیت کے سلسلے میں صحابہ سے ان کی معاصرت اور رؤیت کی بحثیں تو مکمل ہو چکیں، اب صحابہ سے ان کی روایت کا مسئلہ باقی رہ گیا جو اس باب میں سب سے زیادہ معرکۃ الآرا ہے۔ بلاشبہ بعض علمائے شافعیہ اس بات پر مصر ہیں کہ امام اعظم نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہیں سنی اور انھوں نے اس بحث کو اس درازنفسی اور بلند آہنگی سے بیان کیا ہے کہ بعض حنفی علماء بھی اس باب میں ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن جو حضرات صحابہ سے روایت کی نفی پر مصر ہیں ان کے پاس بجز عدم علم کے اور کوئی دلیل نہیں ہے، جبکہ ان کے برخلاف مثبتین روایت اپنے دعوے کے ثبوت پر قوی دلائل رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ علم اور عدم علم باہم متعارض نہیں ہوتے۔

محدث ملا علی قاری نے "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" کے مقدمہ میں اس بحث کا فیصلہ دو کلموں میں کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں

قیل لم یلق احدًا منہم۔ قلت ـــ بعض نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی ان ...

لکن من حفظ حجة علی من لم یحفظ والمثبت مقدم علی النافی۔ [1]

کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی نیز کہتا ہوں جس نے یاد رکھا اس کی بات حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ رکھا۔ اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہے۔

اب اس اجمال کی تفصیل سنیے۔ سابق میں شیخ ابو اسحاق شیرازی، شیخ مجدالدین ابن الاثیر جزری، مؤرخ ابن خلکان، وغیرہ کے بیانات ناظرین نے پڑھے ہوں گے کہ یہ حضرات صحابہ سے امام اعظمؒ کی روایت کے قائل نہیں ہیں۔ ان سب کے پیش رو شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی المتوفی [illegible] ہیں جنھوں نے "طبقات الفقہاء" میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ میں یوں اظہارِ خیال فرمایا ہے:

وقد کان فی ایامہ اربعة من الصحابة انس بن مالک و عبداللہ بن ابی اوفی الانصاری وابو الطفیل عامر بن واثلة وسہل بن سعد الساعدی وجماعة من التابعین کالشعبی والنخعی وعلی بن الحسین و غیرہم وقد سقت تاریخ وفاتہم ولم یاخذ ابوحنیفة عن احد منہم وقد اخذ عنہ خلق کثیر نذکرہم فی غیر ہذا الموضع ان شاء اللہ تعالیٰ۔ [2]

امام ابوحنیفہ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے۔ ۱۔ انس بن مالک ۲۔ عبداللہ بن ابی اوفی انصاری ۳۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ ۴۔ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم۔ نیز تابعین کی ایک جماعت بھی موجود تھی جیسے کہ شعبی، نخعی اور علی بن حسین وغیرہ۔ اور ان حضرات کی تاریخ وفات گذر چکی۔ لیکن ابوحنیفہ نے ان میں سے کسی ایک سے بھی علم اخذ نہیں کیا۔ اور ابوحنیفہ سے ایک خلقِ کثیر نے علم اخذ کیا ہے جن کا ہم ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ذکر کریں گے۔

یہ شیخ ابو اسحاق شیرازی کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ انھوں نے اپنے اس دعوے کے

---

[1] جلد ۱ صفحہ ۲۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

[2] صفحہ ۸۶ مطبوعہ دار الرائد بیروت [illegible]

ثبوت میں ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی مستند امام کا کوئی قول پیش نہیں کیا ہے۔ شیخ موصوف کا یہ دعویٰ کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔

اولاً تو یہ بات درست نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں صرف چار ہی صحابہ موجود تھے۔ مخدوم محمد ہاشم محدث سندھی کی "اتحاف الاکابر" کے حوالے سے ہم اوپر بیس ایکس ایسے صحابہ کی فہرست پیش کر چکے ہیں جن کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے زمانہ پایا تھا۔ مولانا محمد حسن سنبھلی المتوفی ۱۳۰۵ھ مؤلف "تنسیق النظام فی مسند الامام" نے اس فہرست کے علاوہ مزید نو صحابہ اور گنائے ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ [۱]

نام صحابی	سن وفات	کل مرویات	مقام وفات
۱۔ حضرت اسعد بن سہل بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ			
۲۔ حضرت بسر بن ارطاۃ القرشی العامری رضی اللہ عنہ	سنہ ۸۶ھ	۴	مدینہ۔شام
۳۔ حضرت طارق بن شہاب بجلی کوفی رضی اللہ عنہ	سنہ ۸۳ھ		
۴۔ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	سنہ ۸۷ھ۔ سنہ ۸۹ھ		
۵۔ حضرت عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہ			
۶۔ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ			
۷۔ حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ	سنہ ۸۶ھ		
۸۔ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ	سنہ ۹۴ھ	۶	بصرہ
۹۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ	سنہ ۹۲ھ		مدینہ

اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظم نے جن صحابہ کرام کا زمانہ پایا تھا ان کی کل تعداد چار نہیں بلکہ تیس کے قریب ہے۔ اگر مزید تحقیق و جستجو کی جائے تو ممکن ہے کہ اس فہرست میں کچھ اور صحابہ کے اسماء گرامی کا بھی اضافہ ہو جائے۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ ان چار صحابہ کے نام جو شیخ شیرازی نے لیے ہیں اس کی

---

[۱] تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو صفحہ ۹۰، ۱۰۰ تنسیق النظام طبع کراچی

وجہ ان حضرات کی شہرت، کثرت روایت اور فضیلت ہے بقیہ صحابہ چونکہ ان صفات کے حامل نہ تھے اس لیے ان کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن یہ توجیہ بھی کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ان حضرات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ تو بلا شبہ متعدد خصوصیات کی بناء پر امتیازی مرتبہ کے حامل ہیں اور دیگر صحابہ کے مقابلہ میں ان کی روایتیں بھی زیادہ ہیں لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ جن تین صحابہ کے نام خصوصی طور پر لیے گئے ہیں ان میں اور دیگر صحابہ میں کوئی خاص وجہ امتیاز معلوم نہیں ہوتی بلکہ جن حضرات صحابہ کے اسماء ترک کر دیئے گئے ان میں بعض ایسے حضرات بھی ہیں کہ جو شرف و منزلت یا کثرت روایت میں ان تینوں حضرات سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہ ان کو "صاحب القبلتین" ہونے کا شرف حاصل ہے اور حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کہ ان کی مرویات ۲۵۰ دو سو پچاس کے قریب ہیں جب کہ مذکورہ اصحاب ثلاثہ میں سے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی ایک سو اٹھاسی ۱۸۸، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی پچانوے اور حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی صرف نو ۹ ہی روایتیں ہیں۔

ثانیاً ان حضرات صحابہ سے عدم اخذ کا دعویٰ کرنا نفی پر شہادت ہے جو اپنے عدم علم کا اظہار ہے۔ نفی پر کوئی دلیل شیخ موصوف نے پیش نہیں کی ہے۔

ثالثاً یہ بات اور محل تعجب ہے کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی جیسی شخصیت نہ صرف یہ کہ مذکورہ چار صحابہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی روایت کی قائل نہیں بلکہ ان کے علم کے مطابق امام صاحبؒ نے جماعت تابعین سے سرے سے کوئی روایت ہی نہیں کی ہے حد یہ ہے کہ انھیں یہ بھی تسلیم نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے امام شعبی سے بھی کوئی روایت کی ہے، حالانکہ ان کا شمار امام صاحب کے مشہور ترین شیوخ حدیث میں ہے اور حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ امام صاحبؒ کی اکثر و بیشتر روایات کبار تابعین ہی سے ہیں۔ امام شعبی کے بارے میں تو حافظ شمس الدین ذہبی نے بصراحت لکھا ہے:

وھو اکبر شیخ لابی حنیفۃ۔ امام شعبی امام ابو حنیفہؒ کے بہت بڑے

۱؎ شیخ ہیں۔

امام ابراہیم نخعی کا انتقال ۹۵ھ میں اور امام زین العابدین کا ۹۲ھ میں ہوا۔ ان دونوں حضرات سے اگر امام صاحب کو براہِ راست استفادہ کا موقع نہ مل سکا تو کیا ہوا تابعین کی ایک بڑی جماعت سے امام صاحب نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابراہیم نخعی امام صاحب کے استاذ الاستاذ ہیں، ان کے علم کے سب سے بڑے حامل امام صاحب ہی تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کی بدولت آج ابراہیم نخعی کی فقہ زندہ ہے۔ اسی طرح حضرت زین العابدین کے دونوں صاحبزادگان امام محمد باقر اور حضرت زید بن علی اور ان کے پوتے امام جعفر صادق کا شمار امام ابوحنیفہ کے اکابر شیوخ میں ہے (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

شیخ ابو اسحاق شیرازی کے اس دعوی کو علامہ مجد الدین ابو السعادات مبارک بن محمد بن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ نے "جامع الاصول" میں یہ کہہ کر مدلل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل نقل کے نزدیک امام صاحبؒ کی روایت صحابہ سے ثابت نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وکان فی ایام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفیٰ بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابوالطفیل بن عامر بن واثلۃ بمکۃ۔ ولم یلق احدًا منھم ولا اخذ عنہ۔ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ	امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں صحابہ میں سے چار حضرات موجود تھے: (۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بصرہ میں (۲) عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں (۳) سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ مدینہ میں اور (۴) ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ مکہ میں۔ اور ان کی نہ ان چاروں میں سے کسی ایک سے ملاقات ہوئی اور نہ انھوں نے ان سے کوئی روایت کی۔ امام صاحبؒ کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب

۱؎ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۷۹ طبقہ سوم

وروی عنهم . ولا یثبت	نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات بھی کی ہے
ذلك عند أهل النقل .	اور ان سے روایت بھی کی، مگر یہ بات اہل نقل کے
؎۵	نزدیک ثابت نہیں ۔

غور فرمائیے اس عبارت میں علامہ مجد الدین بن الاثیر نے بعینہٖ وہی بات دہرا دی ہے جو شیخ ابو اسحاق شیرازی ان سے پہلے کہہ چکے ہیں ۔ البتہ انھوں نے اس دعویٰ کو مدلل کرنے کے لیے خط کشیدہ الفاظ کا اور اضافہ کر دیا ہے ۔ لیکن یہ بات تب بنتی جب کہ وہ ان "اہل نقل" کی نشان دہی بھی کرتے کہ جن کے نزدیک امام صاحبؒ کی صحابہ سے لقا و روایت ثابت نہیں ورنہ جب تک اہل نقل مجہول ہیں عدم ثبوت کا دعویٰ کالعدم ۔

علامہ مجد الدین بن الاثیر کے بعد جب قاضی شمس الدین بن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ نے "وفیات الاعیان" میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ لکھا تو بعینہٖ یہی بات ان الفاظ میں نقل کر دی :

"ادرك ابو حنيفة اربعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين . وهم انس بن مالك وعبد الله بن ابی اوفیٰ بالكوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدينة وابو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق احدا منهم ولا اخذ عنه . واصحابه يقولون لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم . ولم يثبت ذلك عند اهل النقل . ؎۶

پھر علامہ یافعی المتوفی ۷۶۸ھ نے جب "مرآۃ الجنان" لکھی تو چونکہ ان کے پیش نظر "وفیات الاعیان" تھی اس لیے انھوں نے اسی عبارت کو اسی طرح نقل کر دیا ہے :

؎۵ تحصیل التعرف فی الفقہ والتصوف از شیخ عبد الحق محدث دہلوی ورق ۶۶ ۔ اس کتاب کے مخطوطہ کا عکس مولانا محمد عبد الحلیم چشتی نزیل کراچی کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے ۔

؎۶ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ طبع بیروت

وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ . ھم انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفیٰ بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ رضی اللہ عنھم . قال بعض اصحاب التواریخ ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنہ . واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم . قال ولم یثبت ذلک عند النقاد . [۵۱]

اسی طرح صاحب مشکوٰۃ کا ماخذ بھی "جامع الاصول" ہے چنانچہ انھوں نے بھی "الاکمال فی اسماء الرجال" میں امام صاحب کے ترجمہ میں ابن الاثیر ہی کی عبارت نقل کردی ہے جو درج ذیل ہے :

وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ . انس بن مالک بالبصرۃ و عبداللہ بن ابی اوفیٰ بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق احدًا منھم ولا اخذ عنھم . [۵۲]

ہمیں اس نقل درنقل پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی وہ بات یاد آتی ہے جو انھوں نے "مقدمہ فتح الباری" میں صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد پر بحث کرتے ہوئے پچھلوں کی غلط شماری کی بابت لکھی ہے :-

ان کثیرا من المحدثین وغیرھم یسترحون بنقل کلام من یتقدمھم مقلدین لہ ویکون الاول ما اتقن ولا حرر بل یتبعونہ تحسینا للظن بہ والاتقان بخلاف ذلک . [۵۳]	بلا شبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیشرو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کو نقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں حالانکہ پہلے شخص نے اتقان و تحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا ہے مگر یہ محض حسن ظن کی بنا پر اس کی اتباع کیے چلے جاتے ہیں حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے ۔

---

[۵۱] صفحہ ۲۰۳ طبع بیروت [۵۲] "الاکمال" ترجمہ امام ابوحنیفہ رح

[۵۳] ہدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ ۴۶۶ طبع منیریہ سنہ ۱۳۴۷ھ

یہاں بھی یہی صورت ہے شیخ شیرازی نے اپنے ظن و تخمین سے ایک بات خلافِ تحقیق لکھ دی، شیخ ابن الاثیر نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے اسے اربابِ نقل کا قول سمجھ لیا، بعد کے آنے والے مؤرخین نے ابن الاثیر پر اعتماد کرتے ہوئے بغیر تحقیق ان کی تقلید شروع کر دی اور یوں ایک غلط بات متعدد کتابوں میں نقل در نقل ہوتی چلی آئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ شوافع کا ایک گروہ اور بعض احناف بھی امام اعظم کی صحابہ سے روایت نہ کرنے کے قائل ہو گئے۔

نظر کو بلند تر کیجیے، بالفرض اربابِ نقل کا ایک گروہ امام اعظمؒ کی صحابہ سے روایت کا منکر ہو تب بھی ان کی رائے کی اصحاب ابوحنیفہ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اس لیے کہ تاریخ کا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کے حالات سے اس کے اصحاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا اصحاب ابوحنیفہ کے مقابلے میں دوسرے اربابِ نقل کے بیانات کو ترجیح دینا اصولِ روایت اور اصولِ درایت دونوں کے خلاف ہے کہ

"اھل البیت ادری بما فیہ"

خود علامہ مجد الدین ابن الاثیر نے بھی جن کے قول کو بطور دستاویز پیش کیا ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ کے آخر میں اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے چنانچہ امام صاحب پر مطاعن کی تردید کرتے ہوئے خود ان ہی کے قلم سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے ہیں:

اصحابہ اخبر بحالہ۔ امام صاحب کے اصحاب ان کے حال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ [۵]

لہٰذا خود ان کی تصریح کے مطابق فیصلہ اصحاب ابوحنیفہؒ کے حق میں ہونا چاہیے اسی لیے علامہ شمس الدین محمد قہستانی "شرح نقایہ" کے مقدمہ میں مجد الدین ابن الاثیر کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۵۔ دراسات اللبیب صفحہ ۲۵۴ شائع کردہ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ

ولا یضرہ مافی "جامع الاصول" ان ذلک مما لایثبت فانہ قال أخر کلامہ ان اصحابہ اعلم بحالہ من غیرھم . فالرجوع الی ما نقلوہ عنہ اولیٰ من غیرھم . لہ	امام صاحب کے اکابر تابعین میں شمار ہونے کو یہ امر مضر نہیں کہ "جامع الاصول" میں یہ لکھا ہے کہ "یہ بات ثابت نہیں"۔ کیونکہ خود مصنف جامع الاصول نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب امام صاحبؒ کے حالات سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہیں لہٰذا اس بارے میں خود ان ہی کے اصحاب جو نقل کرتے ہیں اُس کی طرف رجوع کرنا غیروں کی طرف رجوع کرنے سے بہتر ہے۔

لہٰذا عقل اور نقل دونوں کا یہ تقاضا ہے کہ اس بحث میں اصحاب ابوحنیفہ کے اقوال کو ترجیح دی جائے۔ اب ظاہر ہے جو بات عقل و نقل اور روایت و درایت دونوں کے اصولوں پر صحیح نہ ہو اور پھر اس کی صحت پر اصرار کیا جائے تو اس کو بجز تعصب کے اور کیا کہا جائے گا۔ اسی لیے علامہ عینی نے "شرح معانی الآثار" میں ابن الاثیر اور ابن خلکان کی اس روش کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

واما قول ابن الاثیر وابن خلکان ومن سلک مسلکھما من ان اباحنیفۃ لم یلق احدًا من الصحابۃ ولا اخذ عنہ فذلک من باب التعصب المحض . ۲	اور ابن الاثیر اور ابن خلکان اور ان لوگوں کا جو ان کی روش پر چلے ہیں یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ کی نہ تو کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ انھوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

متقدمین ائمہ نقل میں ہمیں ایسے حضرات کے نام تو معلوم ہیں جو صحابہؓ سے

لہ شرح مختصر الوقایہ المسمی بالنقایہ جلد ا صفحہ ۶ طبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ

۲ التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم صفحہ ۴۰ - ۴۱

امام اعظمؒ کی روایت کو ثابت کرتے ہیں جیسے سید الحفاظ یحیی بن المعین المتوفی ۲۳۳ھ کہ انھوں نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے امام صاحبؒ کا سماع حدیث بیان کیا ہے۔ اسی طرح محدث ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی المتوفی ۳۲۱ھ کہ انھوں نے ایک مستقل جزء اسی موضوع پر تالیف کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے براہ راست کیا کیا روایتیں کی ہیں۔ اسی طرح محدث ابوالقاسم علی بن محمد المعروف بابن کاس نخعی المتوفی ۳۲۴ھ جنھوں نے صحابہ سے امام اعظم کی روایت کو علماء کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے۔

لیکن منکرین روایت کے سلسلہ میں ہمیں نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہم عصر حضرات کی کوئی تصریح ملتی ہے نہ ان کے تلامذہ کے دور میں کسی صاحب کا بیان ملتا ہے نہ مصنفین صحاح ستہ یا ان کے شیوخ کے طبقے میں کوئی صاحب نقل کرتے نظر آتے ہیں نہ ارباب صحاح ستہ کے تلامذہ میں کسی شخص کا بیان اس بارے میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔ یہاں تک کہ متقدمین کا دور ختم ہو کر متاخرین کا دور شروع ہو جاتا ہے جن کی فہرست حافظ ابن صلاح[۱] کی تصریح کے مطابق ان سات حضرات کے نام ہیں:

۱۔ حافظ ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ
۲۔ حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ
۳۔ حافظ مصر عبدالغنی بن سعید مصری المتوفی ۴۰۹ھ
۴۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ
۵۔ حافظ ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ
۶۔ حافظ مغرب ابوعمر بن عبدالبر النمری المتوفی ۴۶۳ھ
۷۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ

---

[۱] ملاحظہ ہو معرفۃ علوم الحدیث صفحہ ۳۸۸ طبع حلب ۱۳۵۰ھ

ان حضرات میں صرف دارقطنی اور خطیب دو بزرگ ایسے ہیں جو اپنے اساتذہ اور معاصرین حفاظ حدیث کے برخلاف اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ امام اعظم کا سماع کسی صحابی سے ثابت نہیں۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" کو بسند روایت کرنے کے بعد کہ جس میں امام صاحب کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع مذکور ہے، یہ تصریح کی ہے:

ولا یثبت لابی حنیفۃ سماع من انس بن مالک۔ واللہ اعلم۔ حدثنی علی بن محمد بن نصر قال سمعت حمزۃ بن یوسف السہمی یقول سئل ابوالحسن الدارقطنی و انا اسمع۔ عن سماع ابی حنیفۃ عن انس یصح؟ قال لا ولا رؤیتہ لم یلحق ابوحنیفۃ احدًا من الصحابۃ۔ [1]	امام ابوحنیفہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے، واللہ اعلم۔ ہم سے علی بن محمد بن النصر نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف سہمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دارقطنی سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا امام ابوحنیفہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع صحیح ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ نہ تو ان کا سماع ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور نہ ہی رؤیت، امام ابوحنیفہ کی کسی صحابی تک رسائی ہی نہیں ہوئی۔

خطیب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں دارقطنی کا یہ قول پیش کیا ہے۔ اگرچہ علامہ کوثری نے "تانیب الخطیب" میں دارقطنی کی اس عبارت کی صحت پر شبہ کا اظہار کیا ہے، ان کے نزدیک اس شبہ کی دو وجہیں ہیں، ایک تو یہ کہ خطیب نے خود "تاریخ بغداد" ہی میں آگے چل کر اس امر کا صاف اقرار کرلیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور یہاں اپنے ہی دعوے کے برخلاف دارقطنی سے عدم رؤیت کی تصحیح نقل کررہے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دارقطنی کی اصل عبارت میں مطبوعہ نسخہ میں تحریف ہوگئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

---

[1] جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

واقرار الخطیب ھنا برؤیتہ انساً رضہ یدل علی ان مایعزی الی الخطیب فی (۴ - ۲۰۸) من انہ حکی عن حمزۃ السھمی انہ قال رسئل الدارقطنی عن سماع ابی حنیفۃ من انس رض ھل یصح قال لا ولا رؤیتہ) مما غیرتہ ید اثیمۃ وکم لمصحح المطبع من اجرام فی الکتب وکان اصل الکلام رسئل الدارقطنی عن سماع ابی حنیفۃ من انس ھل یصح ؟ قال لا الا رؤیتہ) فغیرتہ الید الاثیمۃ الی ولا رؤیتہ۔ ؎

خطیب نے یہاں امام ابوحنیفہ کی رؤیت انس رضی اللہ عنہ کا جو اقرار کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خطیب کی طرف (تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ میں) جو یہ الفاظ منسوب ہیں کہ انھوں نے حمزہ سہمی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب دارقطنی سے امام ابوحنیفہ کے حضرت انس سے سماع کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ نہ سماع ہی دُرست ہے نہ رؤیت۔ اس جملہ کو کسی خطا کار نے بدل دیا ہے اور اس کتاب میں مطبع کی تصحیح کرنے والے کے متعدد جرم ہیں۔ اصل عبارت اس طرح تھی" دارقطنی سے امام ابوحنیفہ کے حضرت انس سے سماع کی صحت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ سماع ثابت نہیں ہے البتہ رؤیت ثابت ہے" تو گنا ہگار ہاتھ نے الا رؤیتہ کو ولا رؤیتہ سے بدل دیا۔

دُوسرے یہ کہ علامہ سیوطی نے بھی "تبییض الصحیفہ" میں دارقطنی کی اس عبارت کو ان ہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ہم نے سابق میں حافظ سیوطی کی" ذیل اللآلی" کے حوالے سے بھی دارقطنی کی یہی عبارت نقل کی ہے۔ محدث ابن عراق نے بھی" تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ من الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ" میں حافظ ابن حجر کی" لسان المیزان" کے حوالہ سے دارقطنی کی وہی عبارت نقل کی ہے جو" ذیل اللآلی" اور" تبییض الصحیفہ" میں منقول ہے۔ لیکن" لسان المیزان" کا جو مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں" لم یلق ابوحنیفۃ احداً من الصحابۃ" تک تو منقول ہے اور بعد کا جملہ" انما رای انساً بعینہ ولم یسمع منہ" ساقط ہے۔

؎ تانیب الخطیب صفحہ ۱۵ طبع مصر ۱۳۶۱ھ ؎۲ جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ طبع مصر۔

(مسلسل)